لیکن پھر کتابوں کا نیا اسٹاک مجھے مصروف کر دیتا۔ ایسا وقت بہت کم آیا۔ لیکن جیل میں ایسا ایک دن بھی بہت ہوتا ہے۔ اس زمانے میں میں نے پنڈت نہرو کی "گلمپس آف دی ورلڈ ہسٹری" ضرور تین بار پڑھی۔ اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔

اچانک ایک روز میری قسمت جاگ گئی۔ پاس کے گناہ خانے میں ایک قیدی کو لاکر ڈال دیا گیا۔ یہ شنکر تھا اسے رات دن اسی "سیل" میں بند رکھتے صرف کھانا دینے کے لیے کھولتے۔ ضروریات کے لیے بھی باہر نہیں جا سکتا تھا وہیں فارغ ہوتا۔ وارڈر کا کہنا تھا کہ "بیتا جی دو دن میں اس کی نسیں ڈھیلی پڑ جائیں گی۔ گناہ خانہ بہت بُرا ہوتا ہے۔"

شنکر صحت مند نوجوان تھا۔ یہی عمر ہوگی کوئی پچیس چھبیس سال کی۔ بڑا بے فکرا تھا کسی بات کو دل پر نہ لیتا تھا۔ کبھی کبھی رات کو مرہٹی گانے گاتا جس پر اسے وارڈر کی ڈانٹ پڑتی۔ کیونکہ اس کی نیند خراب ہوتی تھی۔ اسے ایک ڈکیتی میں سات سال کی سزا ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا "تم نے کون سا گناہ کیا جو گناہ خانے میں ڈالے گئے ہو؟" —— کہنے لگا "آپ نے کون سا گناہ کیا ہے؟" —— میں خاموش ہوگیا، لیکن یہ اُس کا مذاق تھا۔ پھر اس نے اپنی روداد خود سنائی۔ کہنے لگا "جیلر صاحب بڑی ہیکڑی دکھاتے تھے۔ میں نے پوچھا —— 'جیلر صاحب! تمہاری سروس کتنے دن کی ہے اور تم کو ریٹائر ہونے پر کتنا فنڈ ملے گا؟'

جیلر صاحب بولے "ابھی تین سال اور رہ گئے ہیں مجھے سروس کرتے ہوئے ۳۲ سال ہوگئے ہیں۔"

میں نے پوچھا "صاحب کتنا فنڈ ملے گا؟"

تو وہ اکڑ کر بولے "یوں سمجھو دس بارہ ہزار تو مل ہی جائے گا۔"

یہ سن کر صاحب میں ہنس دیا۔ جیلر صاحب کو یہ بات بُری لگی۔ میں نے کہا صاحب میں نے ڈکیتی کی تھی سات لاکھ روپے کی۔ سات سال بعد جب جیل سے نکلوں گا تو یہ روپیہ میرا ہوگا اور تم ۳۵ سال میں جب جیل سے نکلو گے تو بس دس بارہ ہزار ملے گا۔ پھر بتاؤ تم اچھے رہے یا میں۔ تم بھی سارا دن جیل میں رہتے ہو اور میں بھی یہیں رہتا ہوں۔ فرق یہ ہے کہ تم گھر کا کھانا کھاتے اور میں سرکار کا کھانا کھاتا ہوں۔ ہاں تم اپنے گھر میں ضرور ہوتے ہو" —— بابو نئی سی